روزنامہ
(1913ء سے جاری شدہ)
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
سوموار 18۔اگست 2014ء 21شوال 1435 ہجری 18 ظہور 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 186

میں ہی غیب جانتا ہوں

اللہ تعالیٰ نے کہا اے آدم! تو ان کو اُن کے نام بتا۔ پس جب اس نے انہیں ان کے نام بتائے تو اس نے کہا کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ یقیناً میں ہی آسمانوں اور زمین کے غیب کو جانتا ہوں اور میں وہ (بھی) جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور وہ (بھی) جو تم چھپاتے ہو۔

(سورۃ البقرہ:34)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت اور بھی پیشگوئیاں ہیں ان میں سے ایک یہ پیشگوئی بھی ہے (۔) یعنی آخری زمانہ وہ ہوگا جب کہ کتابوں اور صحیفوں کی اشاعت بہت ہوگی گویا اس سے پہلے کبھی ایسی اشاعت نہیں ہوئی تھی۔ یہ ان کلوں کی طرف اشارہ ہے جن کے ذریعہ سے آج کل کتابیں چھپتی ہیں اور پھر ریل گاڑی کے ذریعہ سے ہزاروں کوسوں تک پہنچائی جاتی ہیں۔

ایسا ہی قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی ہے کہ (۔) یعنی آخری زمانہ میں ایک یہ واقعہ ہوگا کہ بعض نفوس بعض سے ملائے جاویں گے یعنی ملاقاتوں کے لئے آسانیاں نکل آئیں گی اور لوگ ہزاروں کوسوں سے آئیں گے اور ایک دوسرے سے ملیں گے سو ہمارے زمانہ میں یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔

ایک اور پیشگوئی قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت ہے اور وہ یہ ہے کہ (۔) یعنی آخری زمانہ میں دریاؤں میں سے بہت سی نہریں جاری کی جائیں گی چنانچہ یہ پیشگوئی بھی ہمارے زمانہ میں ظہور میں آ گئی۔ اسی طرح قرآن شریف میں ایک یہ پیشگوئی ہے (۔) یعنی وہ آخری زمانہ ہوگا جب کہ پہاڑ چلائے جائیں گے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پہاڑ اڑائے جائیں گے جیسا کہ اس زمانہ میں توپوں کے ساتھ پہاڑوں کو اڑا کر ان میں راستے بنائے گئے ہیں۔ سو یہ تمام پیشگوئیاں قرآن شریف میں موجود ہیں۔ مگر اس جگہ یہ نکتہ یاد رکھنا چاہئے کہ عشار ان اونٹنیوں کو کہتے ہیں جو حمل دار ہوں اور اگرچہ حدیث میں قلاص کا لفظ ہے مگر قرآن شریف میں اس لئے عشار کا لفظ استعمال کیا گیا تا یہ پیشگوئی قیامت کی طرف منسوب نہ کی جائے اور حمل کے قرینہ سے یہ دنیا کا واقعہ سمجھا جائے کیونکہ قیامت کو حمل نہیں ہوں گے۔

پھر جس قدر ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات قرآن شریف سے لکھے ہیں انہیں پر حصر نہیں ہے بلکہ احادیث صحیحہ اور اخبار اسلامیہ کی رو سے اس تواتر سے بارش کی طرح معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت ملتا ہے کہ جس سے بڑھ کر کسی نبی یا رسول کے معجزات مروی نہیں ہیں۔ بعض پیشگوئیاں ایسی ہیں کہ جن کتابوں میں وہ لکھی گئی تھیں وہ کتابیں ان پیشگوئیوں کے پوری ہونے سے صدہا برس پہلے عموماً تمام اسلامی دنیا میں شائع ہو چکی تھیں اگر ہم اس جگہ ان معجزات کی تفصیل لکھیں تو وہ تمام معجزات بیس جزو میں بھی سما نہیں سکتے اور تفصیل کی حاجت نہیں کیونکہ وہ کتابیں نہ صرف مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں بلکہ اسی پرانے زمانہ میں بعض اتفاقات حسنہ سے وہ کتابیں عیسائیوں کو مل گئی تھیں جواب تک یورپ کے پرانے کتب خانوں میں موجود ہیں تا وہ بھی ان معجزات کے گواہ ہو جاویں۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 322)

بیوت الحمد منصوبہ اور خدمت خلق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1982ء میں بیت بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر بطور شکرانہ بیوت الحمد سکیم کا اعلان فرمایا۔ جس میں ابتدائی طور پر 100 گھر تعمیر کر کے خدا کے حضور پیش کرنے تھے۔ اسی بیوت الحمد منصوبہ کے تحت بیوگان اور مستحقین کو حسب ضرورت رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ اس میں خدا نے برکت دی اور اس وقت تک ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ بیوت الحمد کالونی میں 112 کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہیں اور مزید 18 کوارٹرز زیر تعمیر ہیں۔ اسی طرح 700 سے زائد خاندانوں کی ان کے اپنے مکانوں کی تعمیر و توسیع کیلئے کروڑوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ احباب جماعت اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں۔ ایک مکمل مکان کی تعمیر کے اخراجات کم وبیش 20 لاکھ روپے ہوتے ہیں۔ ایک مکان کے پورے اخراجات سے لے کر حسب استطاعت آپ جو بھی مالی قربانی پیش فرمائیں مقامی جماعت کے نظام کے تحت یا براہ راست مد بیوت الحمد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(صدر بیوت الحمد منصوبہ)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

مشعلِ راہ

اپنے اخراجات کم کرکے مالی قربانی میں حصہ لیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 5 نومبر 2004ء میں فرمایا۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے گھر کی کھانوں کی چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے، بشرطیکہ بگاڑ کی نیت نہ ہو تو اس عورت کو بھی ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا کہ اس کے خاوند کو اس مال کے کمانے کی وجہ سے ملا۔ (بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اجرالمرءۃ اذا تصدقت من بیت زوجھا) کیونکہ رقم خاوند کی ہے۔ اگر وہ خرچ کرتی ہے تو دونوں کو اس کا ثواب مل رہا ہے۔ جماعت پر بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ ہماری جماعت کی خواتین اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت آگے بڑھ جاتی ہیں۔ اور اپنی ضرورتوں اور خواہشوں کو پیچھے چھوڑ دیتی ہیں۔ پھر بعض عورتوں کے ہاتھوں میں اتنا سگھڑ پن ہوتا ہے کہ عام طور پہ گھر والوں کو محسوس بھی نہیں ہوتا اور اسی طرح گھر کا نظام چل رہا ہوتا ہے، گھر کا وہی معیار قائم رہتا ہے اور اس میں سے بچت کرکے وہ چندوں میں دے رہی ہوتی ہیں۔ اگر ایسی عورتیں ہیں جو اچھے طور پہ گھر چلا رہی ہیں، خاوندوں کو بھی ان کی ٹوہ میں نہیں رہنا چاہئے کہ چندہ فلاں جگہ سے تم نے کس طرح دے دیا۔ جو دے دیا وہ دے دیا۔ اس حدیث کے مطابق ثواب عورت کو بھی مل رہا ہے، آپ کو بھی مل رہا ہے۔ اور جن عورتوں کو بچت کی عادت نہیں ہے ان کو بھی بچت کی عادت ڈالنی چاہئے۔ بعضوں کو فضول خرچی کی بہت زیادہ عادت ہوتی ہے ان کو اپنے اخراجات کو کم کرنا چاہئے۔ دکھاوے کے لئے بلاوجہ گھروں پر خرچ کر رہی ہوتی ہیں۔ بعض جیسا کہ مَیں نے کہا کہ گھروں میں بھی خرچ کرتی ہیں لیکن بچت کرکے کرتی ہیں۔ تو چندوں کے ساتھ ساتھ اگر وہ اپنے گھروں میں بھی خرچ کرلیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن فضول خرچی کرکے صرف گھر پر خرچ کئے جانا اور کہہ دینا ہمیں چندے دینے کی توفیق نہیں، یہ غلط ہے۔ اور جن ماؤں کو سادگی کی عادت ہوتی ہے اور چندے دینے کی عادت ہوتی ہے تو ان کی اولادوں میں بھی یہ چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب وہ اولادیں عملی زندگی میں آتی ہیں تو ان کے ہاتھ میں بھی اللہ تعالیٰ اسی طرح برکت پیدا کر دیتا ہے۔ ان کو بھی بہترین انداز میں بہترین رنگ میں گھر چلانے کے ساتھ ساتھ چندے دینے کی توفیق ملتی رہتی ہے۔ لیکن یہ بھی ہے یہاں مَیں بتا دوں کہ بعض گھروں میں کشائش آنے کے ساتھ ساتھ حالات بہتر ہونے کے ساتھ ساتھ جیسا کہ مَیں نے کہا فضول خرچی کی عادت پڑ جاتی ہے اور دکھاوے کے لئے خرچ کرنے کا رجحان بڑھتا چلا جاتا ہے۔ تو ان لوگوں کو پھر مَیں کہتا ہوں کہ توجہ کرنی چاہئے۔ اپنے اخراجات کم کریں اور سادگی کو اپنائیں۔ اور پھر اس سادگی کی وجہ سے مالی قربانیاں کرنے کی توفیق پائیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دیا کرے گا۔ اپنی روپوں کی تھیلی کا منہ بند کرکے نہ بیٹھ جانا ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا۔ جتنی طاقت ہے کھول کر خرچ کیا کرو۔

(بخاری، کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ فیھا استطاع)

(روزنامہ الفضل 4 جنوری 2005ء)

48 واں جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ

منعقدہ 29، 30، 31 اگست 2014ء بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ، اتوار

احمدیہ ٹیلی ویژن پر ٹیلی کاسٹ ہونے والے Live پروگرام

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برطانیہ کا **48 واں جلسہ سالانہ مورخہ 29، 30، 31 / اگست 2014ء بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ، اتوار** منعقد ہو رہا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس بابرکت موقع پر خطبہ جمعہ کے علاوہ چار خطابات ارشاد فرمائیں گے۔ اس جلسہ کے تمام پروگرام احمدیہ ٹیلی ویژن پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کئے جائیں گے۔ پاکستانی وقت کے مطابق تفصیل درج ذیل ہے۔ احباب جماعت اس روحانی جلسہ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ فرمائیں۔

29 / اگست بروز جمعۃ المبارک

5:00 pm	خطبہ جمعہ براہ راست
8:25 pm	پرچم کشائی (لوائے احمدیت)
8:30 pm	**افتتاحی خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز**

30 / اگست بروز ہفتہ

2:00 pm	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور نظم
2:20 pm	تقریر اردو: عالمگیر بے چینی کی وجہ اور اس کا علاج مقرر: مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب۔ ریسرچ سیل ربوہ
2:50 pm	تقریر اردو: تعلق باللہ کے ایمان افروز واقعات مقرر: مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ
3:20 pm	نظم
3:30 pm	تقریر انگریزی: حضرت مسیح موعود سے نصرت الٰہی کے وعدے اور ان کا ظہور مقرر: مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب صدر ہیومن رائٹس کمیٹی یوکے
4:00 pm	**سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے خطاب**
7:00 pm	معزز مہمانوں کے مختصر ایڈریسز
8:00 pm	تلاوت قرآن کریم۔ نظم۔ **سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دوسرے روز کا خطاب**

31 / اگست بروز اتوار

2:00 pm	تلاوت قرآن کریم و ترجمہ۔ نظم
2:20 pm	تقریر انگریزی: 125 سالہ تاریخ احمدیت پر ایک نظر مقرر: مکرم ٹومی کالوں صاحب صدر پین افریقن احمدیہ......ایسوسی ایشن برطانیہ
2:50 pm	تقریر اردو: جماعت احمدیہ کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے مقرر: مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن
3:20 pm	نظم
3:30 pm	تقریر اردو: عائلی زندگی کے بارہ میں دینی تعلیمات مقرر: مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن و مشنری انچارج یو۔کے
4:00 pm	تقریر انگریزی: آنحضرت ﷺ کا غیر مسلموں سے حسن سلوک مقرر: مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ
5:00 pm	**عالمی بیعت**
7:00 pm	تلاوت۔ معزز مہمانوں کے مختصر خطابات
8:00 pm	تلاوت مع ترجمہ، عربی قصیدہ و ترجمہ، اردو نظم، تعلیمی اعزازات کی تقسیم، احمدیہ امن انعام کا اعلان، فارسی نظم اور ترجمہ **سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب**

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ ....مطبع: ضیاء الاسلام پریس ....مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ ....قیمت 5 روپے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی مجلس عرفان

ذیل میں درج سوال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے مجلس عرفان منعقدہ یکم مارچ 1987ء بمقام محمود ہال لندن میں کیا گیا۔حضورانور نے اس کا جو جواب عطا فرمایا ذیل میں ہدیہ قارئین ہے۔(مدیر)

سوال: انسان کو محسوس کرنے کے لئے حواس خمسہ عطا کئے گئے ہیں۔خدا کے وجود کی کوئی ایسی شکل ہونی چاہئے تھی جس کو حواسِ خمسہ کے ذریعے محسوس کیا جاسکے۔(ایک ہندو بھائی کا سوال)

جواب: حضورانور نے فرمایا کہ: یہ سوال ہمیشہ اُٹھتا رہا ہے اور آئندہ بھی اُٹھتا رہے گا۔اس کے باوجود ہندو خود بھی ایک خدا کو تسلیم کرتے ہیں گو ان کے نزدیک اس کے کئی مظاہر ہیں۔ غالباً ان کا عقیدہ ہے کہ خدا بتوں، درشتوں جالدروں اور اسی طرح کی مادہ چیزوں میں ظاہر ہوتا ہے۔گو روح کو ایک جسم مل گیا ہے خواہ وہ جسم بنا بنایا مل جائے یا بنا کر دیا جائے۔ ہندوؤں میں خدا کے اس تصور کی وجہ سے شاید سوال کرنے والے نے یہ سوال پوچھا ہے۔

فرمایا: قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس نے مذہبی دنیا میں سب سے پہلے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (البقرہ:4) کا حیرت انگیز محاورہ داخل کیا۔یعنی وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کو عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّھَادَۃ (الحشر:23) فرمایا۔ان دو آیتوں کی روشنی میں غیب کے مضمون پر غور کرنا چاہئے کیونکہ یہ غیب ہی ہے جس کی بحث چلائی گئی ہے۔(دین حق) نے ایک ہی وار میں اس مادہ پرستی کے رجحان کا قلع قمع کر دیا ہے اور ایک نئے زمانے کے ظاہر ہونے کا اعلان بھی کر دیا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انسان کے خدائی تصور میں شخصیات کا بڑا بھاری دخل تھا۔اسی لئے انبیاء علیھم السلام کو خدائی میں شریک کیا جاتا رہا۔کسی کو خدا کا بیٹا بنا دیا کسی کو ترقی دیتے دیتے خدا ہی بنا دیا۔ان کے مذہب میں فرشتوں کے لئے بھی تجسم کا تصور پایا جاتا ہے۔ وہ لوگ سمجھ نہیں سکتے تھے کہ کوئی وجود حواسِ خمسہ کے ذریعے محسوس کئے بغیر بھی اپنی ذات میں قائم ہوسکتا ہے۔قرآن کریم نے جب سورہ بقرہ کی پہلی آیت میں غیب کا لفظ بول کر یہ احساس دلایا کہ ایک نئے زمانے اور نئے دَور کا آغاز ہو رہا ہے جس میں انسان غیب پر ایمان لانا سیکھے گا۔وہ صرف مذہب کو قبول کرنے کا دعویٰ ہی نہیں کرے گا بلکہ اسے غیب پر ایمان لانے کی عقل اور سلیقہ عطا کیا جائے گا۔اسی وجہ سے آج ہم اس سوال کا جواب بہت بہتر رنگ میں دے سکتے ہیں بہ نسبت اُس زمانے کے جس میں یہ آیات نازل ہوئی تھیں۔رفتہ رفتہ تجربے کے ساتھ انسان نے معلوم کیا کہ اس کا حاضر ایک آئس برگ (Ice Berg) کی چوٹی کی طرح ہے اور موجودات کا کثیر حصہ غائب اور پردہ میں ہے جس کو براہِ راست حواس خمسہ کے ذریعے معلوم نہیں کیا جاسکتا۔ان کے مظاہر کو معلوم کر سکتے ہیں۔ دوسو سال قبل کا انسان یہ تصوّر نہیں کرسکتا تھا کہ یہ فضا مختلف آوازوں، پیغامات، مناظر اور تصاویر سے بھرپور ہوسکتی ہے اور جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں اور سُن رہے ہیں اس کا ایک بڑا حصّہ فضاؤں میں متحرک ہے جس کو نہ ہم دیکھ سکتے ہیں اور نہ سُن سکتے ہیں۔جس Wave Length پر ہم سُن رہے ہیں اس سے پہلے اور بعد کی Wave Lengths ہیں جن کو گو ہم نہیں سُن سکتے لیکن کوئی اور سن رہا ہے۔مثلاً کتوں کے لئے ایک وِسل (Whistle) تیار کی گئی ہے۔کُتے اس کو سُن سکتے ہیں لیکن وہ اس Wave Length سے بہت نیچے ہے جس Wave Length سے ہم سننا شروع کرتے ہیں۔اس سے بہت چھوٹی Wave Length بنتی ہیں جن پر کُتے سن سکتے ہیں۔لہٰذا انہوں نے بغیر آواز کے وسلیں (Whistles) بنانی شروع کر دی ہیں کیونکہ اُن کو غیب کا علم ہوگیا تھا۔اس طرح غیب حاضر میں تبدیل ہونا شروع ہوگیا۔اسی طرح ہماری شنید سے بہت اوپر پرندوں کے لئے بھی آوازیں نکالی ہیں جن کو ہم نہیں سن سکتے وہ بھی غیب تھا۔ان قوموں نے غیب پر یقین کر کے اسے حاضر میں بدل دیا اور حیرت انگیز طور پر ان کی رسائی نئی نئی چیزوں تک ہوگئی اور جن مسلمانوں کو غیب پر ایمان لانے کے لئے کہا گیا تھا انہوں نے حاضر کو غیب بنا دیا اور اپنے ٹھوس علم کو تصورات اور کہانیوں میں بدلنا شروع کر دیا۔تاریخ نے یہ ثابت کر دیا کہ خدا کو معلوم کرنے کے لئے غیب میں جانا نہایت ضروری ہے۔ جب تک یہ قومیں غیب میں داخل نہیں ہوئی تھیں اس وقت تک یہ غائب (خدا) کی منکر تھیں۔ اور دہریت بڑی تیزی کے ساتھ پھیل گئی۔ جب انسان نے غیب کی تلاش شروع کر دی تب ان لوگوں نے جو سائنسی انکشافات کی ابتداء میں جبکہ انہیں ابھی غیب پر پورا عبور حاصل نہیں ہوا تھا صرف ظاہر کی سائنس تھی اس وقت دہریہ ہو رہے تھے خدا کی ہستی پر یقین کرنا شروع کر دیا۔اس حقیقت کا اگر گہری نظر سے تجزیہ کیا جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ قرآن کریم کی ابتدائی آیت کس قدر بڑی اور عظیم الشان دنیا میں داخل کر دیتی ہے۔

فرمایا: موجودہ سائنس کے بھی دو دَور ہیں ایک جبکہ غیب کو سمجھے بغیر انہوں نے ظاہر کو دیکھا۔ ڈارون نے جانوروں کی سٹڈی کی اور اس کو کچھ باتیں ملیں، اسی طرح فزسسٹ نے کائنات کی سٹڈی کی وہ بھی ظاہر کی سٹڈی تھی۔اس زمانے میں انہوں نے اپنے تھوڑے سے علم کو اپنی انانیت کا مسئلہ بنالیا اور بحثیں کرنے لگے کہ ہمیں سب کچھ پتہ چل گیا ہے۔ خدا کی کوئی ضرورت نہیں۔ ظاہری سائنس میں سب کچھ ہے۔ پھر دوسرا دَور آیا جس میں وہ سائنسدان غیب میں داخل ہوئے اور غیب کی کائنات میں ان پر حیرت انگیز انکشافات ہوئے تو وہی سائنسدان جو خدا کی بات کرتے شرماتے تھے اور اس ذکر کو کم فہمی پر گردانتے تھے کھلم کھلا خدا کی بات کرنے لگے چنانچہ امریکن سائنٹیفک رسالے کی تحقیق کے مطابق جہاں آج سے پچاس سال قبل ایک فی صد سائنسدان ایسا نہیں جو جرأت کے ساتھ خدا کی ہستی پر بھی یقین رکھتا اور ساتھ ہی سائنس کی بات بھی کہتا۔اب پچاس فیصدی ایسے سائنسدان ہیں جو خدا کی ہستی پر یقین رکھنے لگ گئے ہیں۔وجہ اس کی صرف یہ ہے کہ انہوں نے غیب کی دنیا میں کچھ ایسے شواہد پائے جس کی وجہ سے وہ خدا کی ہستی کے ماننے پر مجبور ہو گئے گو اس رسالے نے مثال تو نہیں دی لیکن میں مثال دیتا ہوں۔ مثلاً آئین سٹائین نے جب اپنی Special Theory of Relativity پر غور کیا تو خدا کی بات کرنے پر مجبور ہو گیا۔ پھر General Theory of Relativity کے بعد تو اس کے پاس گنجائش نہیں رہ گئی تھی کہ وہ کلیۃً بے خدا دنیا اور کائنات کا تصور کر سکے۔غیب کے اندر ایک غائب کی تھیوری جس کو سمجھنے کے لئے بہت زیرک اور باریک بین سائنسی دماغ چاہئے کے ضمن میں وہ کہتا ہے کہ میں نے یہ تھیوری اس طرح حاصل کی کہ جب میں نے کائنات کا مطالعہ کیا تو مجھے اس کائنات میں ایک حُسن اور توازن دکھائی دیا۔ یہ توازن اتنا حیرت انگیز اور تفصیلی تھا کہ میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اگر واقعی کوئی خدا ہے اور اس کائنات کو پیدا کرنے والا ہے تو یہ توازن حادثاتی نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہر جگہ ہونا چاہئے اور ہر ایک چیز میں ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس نظریہ سے کہ حُسن کامل ہونا چاہئے میں نے سائنسدانوں کی تھیوریوں پر غور کرنا شروع کیا۔ان میں نیوٹن بھی شامل تھا۔اس کی تھیوری میں مجھے عدم توازن دکھائی دیا تب میں نے یہ سوچ کر کہ کامل تھیوری کیا ہوسکتی ہے اس کا اطلاق کر کے دیکھا تو مکمل طور پر توازن نظر آیا۔اس دَور کو آئین سٹائین کا دَور کہا جاتا ہے اور اس سے بڑا گواہ غائب کے علم کا موجودہ دنیا میں اور کون ہوسکتا ہے۔ گو اس نے اس نظریئے کے تحت خدا کی ہستی کا جو تصور پایا وہ اس طرح تفصیلی نہیں تھا جو شریعت اور نبوت سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہاں تو براہ راست ایک ہستی کلام کر کے اپنے وجود کی خبر دیتی ہے پھر بھی غائب اب کوئی معمّہ نہیں رہا۔اس کے نتیجے میں خدا کی ہستی کا تصور بڑھ رہا ہے۔

فرمایا: ذرا تصوّر کریں میری مٹھی کی فضاء میں رشین بھی بولی جا رہی ہے اور جرمن بھی، انگریزی میں میوزک بھی بج رہا ہے اور رقص و سرود کی محفلیں بھی سرگرم ہیں۔اسی طرح سنجیدہ اُمور پر گفتگو بھی ہو رہی ہے۔ساری دنیا کے ٹیلیویژنوں کی کوئی نہ کوئی لہریں یہاں موجود ہیں گویا کہ ایک لامتناہی کائنات بسی ہوئی ہے اور آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ صرف میری آواز ہے یا آپ کے سانسوں کی آواز اس فضاء میں بسی ہوئی ہے۔حاضر تو بالکل نہ ہونے کے برابر ہے غائب ہی غائب ہے جس کا شعور ہم براہ راست حواس خمسہ سے حاصل نہیں کر سکتے۔اس زمانہ میں خدا کی ہستی پر غائب ہونے کا اعتراض کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اب تو سائنسدان روح کے موجود ہونے کے امکان پر صرف بحث ہی نہیں کر رہے بلکہ اس کے دلائل فزکس کے ذریعے دے رہے ہیں اور ایسے سائنسدان جو دہریہ ہیں، دہریہ ہونے کے باوجود اب یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ روح کے وجود (یعنی مادہ کے بعد انرجی کا ایک ذخیرہ جو ہمیں دکھائی نہ دیتا ہو اور نہ صرف آرگنائزڈ ہو بلکہ آرگنائزڈ سوچ بھی رکھتا ہو) کا قوی امکان ہے۔ اسے خارج از امکان نہیں کہا جاسکتا۔

(الفضل انٹرنیشنل 25-اپریل 2014)

بہترین امت

قرآن شریف میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں کا سردار اور آپؐ کی امت کو بہترین امت قرار دیا گیا ہے۔اس بلند مقام اور منصب کا سب سے بڑا تقاضا خدمت ہے۔ چنانچہ فرمایا:

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدہ کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ (سورۃ آل عمران:111)

گویا خدمت خلق کے نتیجہ میں آپ کے متبعین واقعی طور پر اپنا بہترین ہونا ثابت کر سکتے ہیں۔تبھی تو رسول کریمؐ نے فرمایا کہ قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے اور عمر بھر اس اصول کی ایسی لاج رکھی کہ بنی نوع کی خدمت کر کے کل عالم کا سردار ہونا ثابت کر دکھایا۔

آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ دین تو خیر خواہی کا نام ہے۔آپؐ سے پوچھا گیا کس چیز کی خیر خواہی؟ آپؐ نے فرمایا اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول، مسلمان پیشواؤں اور ان کے عوام الناس کی خیر خواہی۔

(مسلم کتاب الایمان)

آپؐ نے اپنی جامع اور خوبصورت تعلیم کے ذریعہ بنی نوع انسان کی سب سے بڑی خدمت یہ کی کہ ہر انسان کی جان، مال اور عزت کی حرمت قائم فرما دی۔

(بخاری کتاب العلم بخاری کتاب الایمان)

آپؐ فرماتے تھے مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ اور سلامت رہیں۔ (بخاری کتاب الایمان باب 3)

اسی طرح فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی ہاتھ زبان وغیرہ سے دوسرے سب لوگ محفوظ ہوں۔

(مسند احمد جلد 11 ص 658)

ایک دوسری روایت میں ہے مومن وہ ہے جس سے دوسرے تمام انسان امن میں رہیں۔

(مسند احمد جلد 2 ص 215 مطبوعہ مصر)

مکرم عبدالہادی ناصر صاحب۔امریکہ

حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی خوشگوار یادیں

محترم قاضی صاحب جماعت احمدیہ کے جید عالم، علم وحکمت کے پیکر، منطق و فلسفہ میں منفرد، باکمال مناظر، بہترین مقرر، نامور مصنف اور ایک مشفق استاد، آسمان احمدیت پر ایک درخشندہ ستارہ بن کر ابھرے۔ آپ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل بھی رہے۔آپ کے علم وحکمت کے چراغ سے سینکڑوں چراغ روشن ہوئے جو اکناف عالم میں پھیلے ہوئے ہیں اور وہ نقوش جو آپ نے اپنے طلباء کے ذہنوں پر چھوڑے ہیں۔ کبھی بھی محو نہیں ہوسکتے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ نصف صدی گزرنے کے باوجود آج بھی اپنے وطن سے دور نیویارک میں بیٹھے ہوئے آپ کی یاد ذہن میں ابھری ہے اور آپ کی خوشگوار یادوں کو رقم کررہا ہوں۔

حضرت قاضی صاحب سے میری پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب آپ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل تھے۔ان دنوں جامعہ احمدیہ احمد نگر میں ہوتا تھا۔ میں جامعہ احمدیہ میں داخلے کی غرض سے حاضر ہوا۔ قاضی صاحب کے دراز قد، باوقار چہرے اور پُرشوکت آواز سے بہت مرعوب ہوا۔ مصافحہ کرنے کے بعد آپ نے بیٹھنے کو کہا۔ مدگار کارکن کو کہا کہ کلرک کو کہو کہ رجسٹر لے کر آئے۔ میرا انٹرویو لینے کے بعد مجھے رجسٹر کرلیا۔ پھر مجھے فرمایا کہ آؤ میں تمہیں تمہاری کلاس میں لے جاؤں اور متعارف کراؤں۔ آپ مجھے درجہ اولیٰ میں لے گئے۔ جہاں مولانا ظہور حسین صاحب کلاس کو صرف ونحو پڑھا رہے تھے۔آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کا ایک اور شاگرد آیا ہے۔

جب میرا جامعہ کا پہلا دن ختم ہوا تو اس کے بعد اسی دن مجھے واپس ربوہ جا کر اپنا سامان لا کر احمد نگر میں جامعہ احمدیہ کے ہوسٹل میں داخل ہونا تھا۔لہٰذا میں واپس ربوہ جانے کے لئے سڑک کے کنارے ایک کیکر کے درخت کے نیچے کھڑا ہوگیا۔ جون کا مہینہ تھا۔ دوپہر کے وقت انتہا کی گرمی تھی۔ میں تانگے کے انتظار میں کھڑا تھا جو لالیاں سے چلتے تھے اور راستہ میں احمد نگر سے سواریاں اٹھا کر چنیوٹ تک جاتے تھے۔ اتنے میں قاضی صاحب سائیکل پر سوار ربوہ کو جارہے تھے۔ان کا گھر انجمن کے کوارٹرز میں تھا۔ مجھے دیکھ کر سائیکل سے اترے اور فرمانے لگے کہ اس وقت تانگہ نہیں ملے گا۔ کیونکہ اتنی گرمی میں کوئی تانگے والا نہیں چاہے گا کہ اس کا گھوڑا اتنی گرمی برداشت کرے۔ البتہ پچھلے پہر تانگے آنے شروع ہوں گے۔اس گرمی میں تمہیں یہاں اتنی دیر انتظار کرنا پڑے گا۔ بہتر ہوگا کہ تم پیدل چل پڑو۔ ربوہ یہاں سے کوئی زیادہ نہیں۔ یہ سنتے ہی میں پیدل چل پڑا اور میرے ساتھ قاضی صاحب نے بھی پیدل چلنا شروع کردیا۔ میں نے خیال کیا کہ آپ سائیکل پر سوار ہوکر چلے جائیں گے۔لیکن وہ میرے ساتھ چلنے لگے۔ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا کہ قاضی صاحب آپ کے پاس سائیکل ہے آپ چلے جائیں۔آپ فرمانے لگے کہ کوئی بات نہیں ہلکی ہلکی ہوا چل پڑی ہے ہم دونوں باتیں کرتے کرتے پہنچ جائیں گے۔ میرے بار بار اصرار پر بھی آپ سائیکل پر سوار نہ ہوئے۔ میرے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ انجمن کے کوارٹرز آگئے۔ میں نے آگے دارالرحمت جانا تھا جہاں میرا قیام تھا۔آپ نے فرمایا کہ پہلے میرا گھر آئے گا۔ وہاں سے پانی وغیرہ پی کر پھر آگے چلے جانا۔ چنانچہ میں قاضی صاحب کے ساتھ ان کے گھر گیا۔آپ اندر جاکر شربت کے دو بڑے گلاس لائے۔ جو شکر کا شربت تھا جس میں ستو گھولے ہوئے تھے۔آپ نے فرمایا کہ ستو گرمی میں بہت مفید ہوتے ہیں۔ ایک گلاس مجھے دیا دوسرا گلاس خود پیا۔ پھر فرمانے لگے کہ دیکھو کہ ہم باتوں باتوں میں ربوہ پہنچ گئے ہیں اور ابھی تک کوئی تانگہ نہیں گزرا۔ میں اسی وقت سے آپ کی محبت اور شفقت کا قائل ہوگیا۔ میں نے ساری عمر کبھی بھی اس واقعہ کو فراموش نہیں کیا۔ میں ان کی عظمت کو سلام کرتا ہوں۔

قاضی صاحب بحیثیت استاد

قاضی صاحب منطق اور فلسفہ کے استاد تھے۔ تفسیر، فقہ، صرف نحو اور خاص طور پر علم کلام پر کافی عبور رکھتے تھے۔ جب کبھی کوئی استاد نہ آتا تو آپ وہ مضمون پڑھا دیتے۔ ایک دن ہمارے انگریزی کے استاد نہ آئے۔ قاضی صاحب نے آکر پوچھا کہ کون سا پیریڈ ہے۔ ہم نے کہا کہ انگریزی کا پیریڈ ہے۔آپ کلاس میں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کتابیں نکالیں۔ ہم بہت حیران ہوئے کہ قاضی صاحب کو بھی انگریزی آتی ہے۔ قاضی صاحب نے ایسے شاندار طریق سے پڑھایا کہ ہم نے خواہش کی کہ قاضی صاحب ہمیں روزانہ انگریزی پڑھایا کریں۔ قاضی صاحب کبھی رخصت پر ہوتے تو دوسرے اساتذہ آکر پوچھتے کہ کون سے مضمون کا پیریڈ ہے۔ ہم کہتے کہ منطق و فلسفہ کا پیریڈ ہے۔تو کہتے کہ خود مطالعہ کرلیں۔ قاضی صاحب ہی پڑھائیں گے۔

ایک دفعہ انڈونیشیا کے امیر صاحب ربوہ تشریف لائے تو جامعہ احمدیہ نے بھی آپ کو کھانے پر مدعو کیا۔ امیر صاحب نے انگریزی میں تقریر کی ان کی تقریر کے جواب میں قاضی صاحب تقریر کرنے کے لئے اٹھے۔ ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ قاضی صاحب اردو میں تقریر کریں گے۔ کیونکہ قاضی صاحب نے انگریزی میں کبھی تقریر نہیں کی تھی۔ یہ دیکھ کر بہت حیرانی ہوئی کہ قاضی صاحب نے انگریزی میں تقریر کی۔آپ نے کوئی نصف گھنٹہ روانی کے ساتھ تقریر کی۔ بعد میں جب ہم نے قاضی صاحب سے پوچھا کہ ہم آپ کی انگریزی زبان میں تقریر سن کر بہت حیران ہوئے ہیں۔تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ہم سٹیج پر کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔

قاضی صاحب بہت محنت اور لگن سے پڑھاتے تھے۔ باوجود ناسازی طبع کے آپ پڑھانے کے لئے ضرور تشریف لاتے۔ ایک دن جب آپ پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ دوپہر کی شدید گرمی تھی۔ آپ کا چہرہ سرخ ہورہا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ آپ کو تیز بخار ہے۔ آپ نے سردرد کی شکایت کی۔ چنانچہ ہم سب کلاس کے ساتھی آپ کو لے کر ہوسٹل کے کمرے میں لے آئے جہاں ہم نے ان کو چارپائی پر لٹا دیا اور درخواست کی کہ آپ آج نہ پڑھائیں۔ ہم نے چائے تیار کرکے آپ کو اسپرین کی گولی دی اور پھر آپ کے سر کو دبانا شروع کیا۔ ہم سات طلباء تھے کوئی سر دبا رہا تھا کوئی بازو کوئی ٹانگیں دبا رہے تھے۔ ہم سب چارپائی کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ کوئی آدھ گھنٹہ بعد قاضی صاحب کو پسینہ آگیا۔ سردرد کم ہوگئی بخار میں بھی افاقہ ہوگیا اور آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اب میں ٹھیک ہوگیا ہوں۔ بخار ہلکا ہوگیا ہے۔ لہٰذا اب کتابیں کھولو۔ باوجود ہمارے اصرار کے کہ آپ آرام کریں، آپ نے فرمایا کہ تکیہ میرے پیچھے رکھ دو۔ نیم دراز ہوکر بیٹھ گئے اور پڑھانا شروع کردیا۔ ہم سب شاگرد چارپائی کے اردگرد بیٹھے نوٹس لے رہے تھے۔ کلاسیں اور بھی Attend کی ہیں مگر اس کلاس کا نظارہ ناقابل فراموش تھا۔ ذہن پر ایک انمٹ نقش چھوڑ گیا۔ نصف صدی گزرنے کے بعد بھی ذہن میں مستحضر ہے۔

ہمارے زمانے میں جامعہ احمدیہ کے طلباء کو ان کی آخری کلاس کے بعد مولوی فاضل کا امتحان دلایا جاتا تھا جو پنجاب یونیورسٹی لیتی تھی۔ امتحان کا سنٹر فیصل آباد ہوا کرتا تھا۔ جامعہ احمدیہ کے طلباء جب مولوی فاضل کا امتحان دینے کے لئے جاتے تو ان کی عمریں اکیس یا بائیس سال کے لگ بھگ ہوتی تھیں۔ داڑھیاں بھی پوری طرح نہیں آئی ہوئی ہوتی تھیں۔ جب ہم امتحان دینے کے لئے فیصل آباد آئے تو دیکھا کہ ہمارے ساتھ کمرہ امتحان میں دوسرے مولوی صاحبان بھی جو اپنی اپنی مساجد کے خطیب یا امام تھے۔ مولوی فاضل کا امتحان دینے کے لئے آئے ہوئے تھے اکثر کی داڑھیاں خضاب سے رنگی ہوئی تھیں اور بعض کی داڑھیوں میں سفیدی عیاں تھی۔ اسی ہال میں ادیب اردو اور فارسی کے امیدوار بھی تھے جو کم عمر کے تھے۔ میرا رول نمبر ایک مولوی صاحب سے آگے تھا۔ مولوی صاحب کی داڑھی خضاب سے رنگی ہوئی تھی۔ وہ مجھ سے کہنے لگے کاکا یہ مولوی فاضل والوں کی لائن ہے۔ تم جاکر اپنی جگہ پر بیٹھو۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ میں ادیب اردو کا امیدوار ہوں۔ میں ان کی بات سمجھ گیا کہ ان کو غلطی لگی ہے کیونکہ اس لائن میں سارے مولوی صاحبان تھے۔ مولوی صاحب نے پھر کہا کہ ابھی جاکر اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ۔ میں نے سنی ان سنی کردی۔ کیونکہ ساری توجہ آنے والے پرچے کی طرف لگی ہوئی تھی۔ اتنے میں ممتحن نے کہا کہ مولوی فاضل والے کھڑے ہوجائیں۔ تاکہ ان میں پرچے تقسیم کئے جائیں۔ تو میں بھی کھڑا ہوگیا۔ تو یہ دیکھ کر ان کو حیرت ہوئی۔ جب پرچہ ختم ہوا تو مولوی صاحب نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ تو میں نے کہا کہ ربوہ سے آیا ہوں۔ اتنے میں میرے کلاس فیلو بھی وہاں آگئے۔ تو ہم لوگ مختلف سوالوں کے بارے میں ایک دوسرے کو پوچھ رہے تھے کہ تم نے کیا لکھا۔ مولوی صاحب نے دیکھا کہ ہم سارے کلاس فیلو دبلے پتلے کم عمر بڑی تیزی سے سوالوں کے جوابات ایک دوسرے کو سنا رہے ہیں۔ وہ بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کیا تم پہلی مرتبہ امتحان دے رہے ہو تو ہم نے جواب دیا کہ ہم پہلی مرتبہ امتحان دے رہے ہیں۔ تو وہ بولے کہ میں نے پہلے دو دفعہ امتحان دیا تھا۔ لیکن کامیاب نہیں ہوا اب تیسری دفعہ کوشش کررہا ہوں۔ پھر ہم سب کلاس فیلوز کو کہنے لگے کہ اس طرح لگتا ہے کہ پیدا ہوتے ہی مرزائی اپنے بچوں کو پڑھانا شروع کردیتے ہیں۔

قاضی صاحب کا یہ دستور تھا کہ وہ امتحان کے پرچہ کی تیاری کروانے کے لئے متعلقہ استاد کو فیصل آباد بھجواتے۔ جس دن منطق و فلسفہ کا پرچہ تھا قاضی صاحب اس کی تیاری کروانے کے لئے فیصل آباد آئے۔ ضروری سوالات کو دہرایا اور پھر ہمیں کمرہ امتحان تک چھوڑنے آئے۔ اجتماعی دعا کرائی اور جب پرچہ ختم ہوا تو پھر ہمارا انتظار کمرہ امتحان کے باہر کررہے تھے یہ جاننے کے لئے کہ ہم نے سوالات کے کیا جوابات دیئے ہیں۔ جب آپ کھڑے انتظار کررہے تھے تو آپ نے دیکھا کہ مولوی صاحبان ہمارے ساتھ آرہے ہیں۔ تو آپ نے ہمیں پوچھا کہ وہ بھی آپ کے ساتھ امتحان دے رہے ہیں۔ جب ہم نے کہا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ امتحان دے رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ کاش میرے پاس کیمرہ ہوتا تو میں اپنے شاگردوں کی تصویر ان مولوی صاحبان کے ساتھ لیتا۔ یوں نظر آرہا ہے کہ باپ بیٹے اکٹھے امتحان دے رہے ہیں۔ یہ سارا واقعہ لکھنے کی میری غرض یہ ہے تاکہ میں یہ بتا سکوں کہ آپ کو اپنے شاگردوں سے کتنا لگاؤ تھا۔ کتنا فخر تھا کہ ان کے نسبتاً چھوٹی عمر کے شاگرد کتنی بڑی عمر کے لوگوں کے ساتھ امتحان دے رہے ہیں۔

قاضی صاحب کے دور میں

جامعہ احمدیہ

جامعہ احمدیہ قادیان سے احمد نگر منتقل ہوا تھا۔ پھر غالباً 1955ء میں جامعہ اس وقت کے جلسہ سالانہ کے لنگر خانہ میں منتقل کیا گیا۔ وہ جگہ جہاں تنور تھے ان کو پُر کیا گیا۔ ان تنوروں پر چھپر تھا جو کچی اینٹوں کے ستونوں پر ڈالا گیا تھا۔ یہ بے در و دیوار عمارت تھی جس میں علیحدہ کلاس روم نہ تھے۔ ایک ہی چھپر کے نیچے کلاسیں لگا کرتی تھیں۔ ایک کلاس کی آواز دوسری کلاس میں سنائی دیتی تھی۔ گرمیوں کے دنوں میں گرم لُو تو چاروں طرف سے آرہی ہوتی تھی اور

سردیوں میں ٹھنڈی ہوا بغیر روک کے آتی تھی۔ کمبل کی بُکّل مار کر کلاسوں میں بیٹھا کرتے۔

جامعہ احمدیہ کا ہوسٹل لنگر خانہ کے ساتھ والے کمروں کو بنایا گیا۔ جو گودام کے طور پر جلسہ سالانہ کے اناج رکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ چھت ہمارے قد سے تقریباً فٹ یا ڈیڑھ فٹ اونچی تھی۔ اس کی چھت سرکنڈے ڈال کر بنائی گئی تھی۔ برسات میں اگر دو گھنٹے بارش ہوتی تو ہمارے کمروں میں چار گھنٹے بارش ہوتی۔ ہم اپنی کتابوں اور نوٹس بکس کو کمبلوں رضائیوں میں لپیٹ کر ان کو گیلا ہونے سے بچانے کی کوشش کرتے۔ ان دنوں گرمیوں میں خاص طور پر کالی آندھی عصر کے بعد چلتی اور ہم سب کو بھوت بنا دیتی۔ ان حالات کے پیش نظر طلباء قاضی صاحب سے اکثر یہ درخواست کیا کرتے تھے کہ ناظر تعلیم سے جامعہ احمدیہ کی عمارت کے لئے درخواست کریں۔ جب قاضی صاحب ناظر تعلیم سے درخواست کرتے۔ تو ناظر تعلیم فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے معذرت کر دیتے۔ بالآخر جامعہ کی خستہ حالت کی وجہ سے جامعہ احمدیہ کو دارالبرکات میں حکیم سراج الدین صاحب کی کوٹھی کرایہ پر لے کر منتقل کر دیا گیا۔ البتہ ہوسٹل وہیں رہا۔ قاضی صاحب کو اپنے طلباء کی تکلیف کا پورا احساس تھا۔ لیکن جماعت کی مالی حالت اس کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی۔ کیونکہ اس وقت تعلیم الاسلام کالج اور تعلیم الاسلام ہائی سکول گرلز سکول زیر تعمیر تھے۔

اس دور میں زندگی کے ان تلخ لمحات کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے تا کہ اس دور کی کسمپرسی کا اندازہ ہوسکے۔ اب جب یاد آتے ہیں تو وہ لمحات کتنے حسین معلوم ہوتے ہیں۔ وہ گرمیوں کی لُو، سردیوں کے سرد جھونکے، گرد و غبار سے اٹے ہوئے جسم برسات میں بھیگے ہوئے کپڑے اور ہم مکتبوں کے ساتھ برسات میں چھت پر مٹی ڈالنا اب جب یاد آتے ہیں تو زندگی میں رنگ بھر دیتے ہیں۔ ان تلخ لمحوں پر ہماری زندگی میں آنے والی ساری آسائشیں قربان خدا تعالیٰ کے فضل سے اب جامعہ احمدیہ کے طلباء کو وہ تمام سہولتیں میسر ہیں جو ہمارے دور میں نہیں تھیں۔ خاص طور پر بجلی کی سہولت، کم از کم گرمیوں میں پنکھے وغیرہ کی سہولت موجود ہے۔ ہمارے وقت میں مٹی کے تیل سے چلنے والے لیمپ پڑھنے کے لئے تھے۔ گرمی کی تپش جسم کو جلا کر رکھ دیتی تھی۔

اب کہاں ہے وہ کڑی دھوپ میں تپنے کا جلال
اب ہر کوئی سایۂ دیوار کی راحت مانگے

قاضی صاحب بحیثیت مقرر

قاضی صاحب کی تقریر کا انداز منفرد تھا۔ آپ پُرشوکت آواز کے ساتھ ساتھ منطقی دلائل سے موضوع کو اجاگر کرتے اور تقریر کو پُراثر بنا دیتے۔ جلسہ سالانہ پر آپ کی تقریر رکھی جاتی تھی۔ بڑی لگن کے ساتھ ان کی تقریر سنی جاتی تھی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تقریر ایسی ہونی چاہئے کہ ہر طبقہ کی سمجھ رکھنے والے کے مطابق ہو اور پھر کوشش کرنی چاہئے کہ کوئی نہ کوئی نیا نکتہ سکالرز کے لئے بھی بیان کیا جائے اور دلیل ایسی ہونی چاہئے جو میخ کی طرح لکڑی میں دھنس جائے اور پھر اکھیڑی نہ جاسکے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہمیشہ موضوع پر چڑھ کر رہنا چاہئے۔ اکثر لوگ موضوع سے ہٹ کر تقریر کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے سننے والوں کو بڑی کوفت ہوتی ہے ان کی تقریر کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ہر پوائنٹ کو بیان کرنے سے پہلے موضوع کو دیکھ لینا چاہئے کہ اس پوائنٹ کا تعلق اس موضوع کے ساتھ ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو اس بات کو چھوڑ دینا چاہئے خواہ وہ بات کتنی ہی دلچسپ ہو۔

میرے طالب علمی کے زمانے کے نامور علماء

ہماری جماعت کے بہت سے نامور علماء تھے۔ لیکن ان میں سے تین علماء ہر دلعزیز تھے۔ جیسے مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری، مولانا جلال الدین صاحب شمس اور قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری۔ سوال و جواب کی اکثر مجلسوں میں یہ تینوں بزرگ اکٹھے بیٹھے ہوئے بہت بھلے معلوم ہوتے تھے۔ سوالوں کے جوابات دیا کرتے تھے۔ میرے دوستوں میں سے بعض دوست شمس صاحب کو سراہتے تھے۔ بعض دوست مولانا ابوالعطاء صاحب کو سراہتے تھے۔ بعض قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کے مداح تھے۔ یہ تینوں اپنے اپنے انداز میں محبوب تھے۔

ایک مرتبہ ہماری جماعت کے جید عالم حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری نے جو حضرت مسیح موعود کے رفیق تھے مجھے ایک واقعہ سنایا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حافظ صاحب اپنے زمانہ کے ہونہار طلباء کی کتنی قدر کرتے تھے اور ان پر کتنا ناز کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ جامعہ احمدیہ قادیان کے طلباء کی تقاریر سننے کے لئے محلّہ دارالفضل کی بیت کی طرف جا رہا تھا تو راستے میں کسی دوست نے پوچھا کہ حافظ صاحب آپ آج ہمارے محلّہ کی بیت میں کیونکر جا رہے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ جامعہ احمدیہ کے طلباء کی تقاریر سننے جا رہا ہوں تو اس پر اس دوست نے کہا کہ حافظ صاحب وہ تو لڑکوں کی تقاریر ہیں آپ کو وہ سن کر کیا فائدہ ہوگا۔ تو میں نے کہا کہ میں ابوالعطاء کی روانی اور شمس کی نکتہ دانی سننے جا رہا ہوں۔ حضرت حافظ صاحب کی یہ رائے غلط ثابت نہیں ہوئی اور دونوں ہونہار طلباء نے اپنی روانی اور نکتہ دانی سے جماعت احمدیہ کی علمی زمین کو تادم حیات سیراب کیا۔ قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری، اس زمانے کے جید عالم تھے۔ ان کا کمال یہ بھی تھا کہ وہ مناظرے میں مدمقابل کو ایسے دلائل دیتے کہ ان دلائل کو توڑنا محال ہو جاتا۔ ہم نے یہ نظارہ اس وقت دیکھا جب ایک دفعہ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب چند سوال یورپ سے لائے اور اس وقت کے جامعہ احمدیہ کے پرنسپل سید داؤد احمد صاحب کو فرمایا کہ یورپ کے لوگ اعتراض کرتے ہیں جن کا تسلی بخش جواب دینا ضروری ہے۔ لہٰذا آپ جماعت کے چیدہ چیدہ علماء کو بلا کر ایک سمپوزیم کروائیں۔ تا کہ علمی طور پر اس کی تہہ تک پہنچا جائے۔ چنانچہ جماعت کے چیدہ چیدہ علماء کو مدعو کیا گیا۔ یہ سمپوزیم پرنسپل جامعہ احمدیہ سید داؤد احمد صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پرنسپل صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہر ایک مقرر کو تین سے چار منٹ دیئے گئے۔ باری باری علماء تشریف لاتے رہے اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے۔ وہ سوال میرے ذہن سے محو ہو گیا ہے۔ لیکن مجھے وہ نظارہ نہیں بھولا کہ جب قاضی صاحب نے سوال کا جواب دیا تو حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب فوراً اپنی کرسی سے اٹھے اور فرمایا قاضی صاحب جزاک اللہ۔ سوال کا جواب مل گیا ہے۔ قاضی صاحب نے جوش خطابت میں کہا کہ چوہدری صاحب آپ تشریف رکھیں ابھی تو پہلی دلیل دی ہے۔ کچھ اور بھی دلائل سن لیں جب قاضی صاحب نے دوسری دلیل دی تو فرط مسرت میں چوہدری صاحب نے پھر اٹھ کر فرمایا قاضی صاحب جزاک اللہ جواب مل گیا ہے۔

یہ واقعہ بیان کرنے کی یہ غرض نہیں کہ خدانخواستہ دوسرے علماء کم اہمیت رکھتے تھے بلکہ یہ سمجھنے کی بات ہے کہ ہر ایک کا انداز اپنا اپنا ہوتا ہے۔ قاضی صاحب کے دلیل دینے کے معاملہ میں ان کا قول ہے کہ دلیل ایسی ہو جو میخ کی طرح لکڑی میں دھنس جائے اور پھر اکھڑ نہ سکے۔

قاضی صاحب حکیم حاذق بھی تھے، طب کا علم جانتے تھے اور اس کی وجہ سے آپ جامعہ کے طلباء کا علاج بھی کرتے تھے۔ جامعہ کے بجٹ میں دوائیوں کے لئے جو رقم مختص تھی وہ واجبی سی تھی۔ اس لئے آپ دیسی دوائیاں تیار کرتے تھے۔ جامعہ کے مددگار کارکن سے اس کے فارغ وقت میں دوائیاں تیار کراتے۔ جب بھی کوئی طالب علم بیمار ہوتا اس کو دوائی دیتے اور پھر ہوسٹل میں آ کر اس کی تیمارداری بھی کرتے۔ اس طرح دوا اور دعا سے اپنے طلباء کو نوازتے رہے۔

قاضی صاحب اپنے شاگردوں سے مل کر بہت خوش ہوتے۔ میں جب بھی ان سے ملنے گیا وہ بہت شفقت اور محبت سے ملتے۔ ایک دفعہ جب میں آپ کو ملنے گیا۔ تو آپ نے مجھے اپنی لکھی ہوئی پاکٹ بک اپنے دستخطوں سے یہ کہتے ہوئے تحفہ دی کہ میری طرف سے یہ تحفہ درویشانہ ہے۔ انہوں نے اس کو تحفہ درویشانہ کہا۔ لیکن میرے لئے وہ ایسا عظیم تحفہ تھا جس کے ساتھ دل کی گہرائیوں میں خلوص پنہاں تھا۔ جس کو میری یاد نے محفوظ کر دیا۔

مکرم مبارک احمد طاہر صاحب

ارشاد رسولؐ ہے
اپنی اولاد کی عزت کریں

1955ء میں میری عمر سات سال تھی اور میں کسوموں (کینیا) میں پہلی کلاس میں پڑھتا تھا کہ ایک دن مجھے خیال آیا اپنے قریبی کلاس فیلو دوست کو اپنے گھر لے کر جاؤں اور اپنے والدین سے ملواؤں۔ چنانچہ میں اسے ایک روز ساتھ لے گیا۔ اپنے اباجان کے دفتر میں اسے اباجان سے ملوایا، ملاقات کے بعد جب ہم واپس چلنے لگے تو اباجان نے مجھے دو شلنگ دیئے کہ واپسی پر راستہ میں Fanta پی لینا۔ میرے دوست پر اس کا بہت اچھا اثر ہوا اور اکرموا اولادکم کا یہ نمونہ اسے بہت پسند آیا۔

ہم نے گھر سے واپس سکول جاتے ہوئے راستے میں ایک دکان سے Fanta کی ٹھنڈی بوتل پی۔ بہت مزہ آیا۔ سکول پہنچ کر میرے دوست نے ساری کلاس کو یہ واقعہ سنایا اور میرے اباجان مولانا محمد منور صاحب کی بہت تعریف کی۔ اس تعریف نے میرا سر بھی فخر سے بلند کر دیا۔

آج یہ واقعہ یاد آیا تو میں نے سوچا کہ اسے احمدی والدین کے ساتھ شیئر کیا جائے اور گزارش کی جائے کہ جب بھی موقع ملے آپ بھی اپنے بچوں کے دوستوں کے سامنے ان کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ دوستوں کے سامنے ان کا قد بڑھائیں اور یوں معاشرہ میں انہیں عزت اور توقیر کا مقام دلائیں۔ ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے آپ کے بچوں کا اعتماد بڑھے گا۔ انہیں اپنے ماحول میں قدردانی کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور وہ ایک مفید شہری بن کر ابھریں گے۔

ہمارے ایک دوست ہیں جنہیں ہم احترام سے خان صاحب کہتے ہیں ان کے بارہ میں بھی مجھے معلوم ہے کہ وہ اپنے بچوں کے دوستوں میں اپنے بچوں کی عزت واحترام قائم کرنے اور بڑھانے میں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ ان کا ایک معمولی سا واقعہ یوں ہے کہ ایک دن ان کا بیٹا گھر کے باہر سڑک پر کھڑا اپنے دوستوں سے باتیں کر رہا تھا۔ خان صاحب تشریف لائے تو پیار سے کہا بیٹا اندر بیٹھک میں بیٹھ جاؤ۔ دوستوں کی چائے وغیرہ سے تواضع کرو۔ اس طرح رسول اللہؐ کی اس نصیحت پر عمل ہوگا کہ راستوں میں نہ کھڑے ہوا کرو اور مہمان نوازی کا بھی ثواب ملے گا۔ چنانچہ سعادت مند بیٹے نے اپنے اباجان کی نصیحت پر عمل کیا اور دوستوں میں عزت بڑھائی۔

ہمارے مذہب نے بچوں کی عزت کرنے کی جو نصیحت فرمائی ہے یہ تربیت کا ایک بہت زریں اصول ہے۔ احمدی والدین کو خاص طور پر واقفین نو کے والدین کو حکمت کی اس بات پر عمل کر کے ثواب حاصل کرنا چاہئے اور اپنی اولاد کو بھی معاشرہ میں ادب اور عزت اور قدردانی کا مقام دلانا چاہئے۔

بات تو چھوٹی سی ہے لیکن ہے بڑی مفید اور اچھے نتائج پیدا کرنے والی۔

مکرم محمد شفیع خان صاحب

حضرت مولوی محمد شہزادہ خان صاحب۔ باخدا بزرگ

حضرت محمد شہزادہ خان صاحب افغانستان کے صوبہ ننگرہار کے شہر جلال آباد کے قریب واقع بڑوکلاں نامی گاؤں میں محترم جناب صاحب دین خان صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان زمینداری سے تعلق رکھتا تھا۔ خوشحال زمیندار خاندان کے چشم و چراغ محمد شہزادہ خان صاحب بچپن سے ہی علم کے حصول کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ آپ کے بے حد اصرار اور خواہش پر آپ کو آپ کے ماموں کوہاٹ لے آئے اور یہاں ایک مدرسے میں داخل کر دیا۔ آپ ذات کے لحاظ سے مہمند افغان تھے۔ آپ کے استاد المکرّم نے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا تو آپ کے دل میں بھی احمدیت کی صداقت کی قندیل اللہ تعالیٰ کے فضل سے روشن ہوئی۔ آپ نے اپنے استاد المکرّم سے وقتاً فوقتاً حضرت مسیح و مہدی موعود کے بارے میں صداقت کے نشانات اور خدائی تائید کے واقعات سنے تو بے چین ہوگئے۔ بار بار مسلسل اصرار پر استاذ المکرّم کے ساتھ قادیان تشریف لائے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہیں کے ہو رہے۔ زندگی بھر واپس اپنے گاؤں نہیں گئے۔

مسیح و مہدی کی بستی میں بچپن گزارا۔ یہیں جامعہ احمدیہ سے مولوی فاضل پاس کیا اور زندگی بھر خلیفہ وقت کے احکامات کے تحت دین کی خدمت کے لئے زندگی وقف کر دی۔

پاکستان معرض وجود میں آیا تو آپ جامعہ احمدیہ احمد نگر میں ایک استاذ کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے تھے کہ آپ کو بھی بعض دوسرے اساتذہ کے ساتھ ملازمت سے بوجہ جماعت کے معاشی حالات تخفیف سے دوچار ہونا پڑا۔ اس وقت آپ کے بچے ابھی چھوٹے تھے۔ زیر تعلیم تھے۔ سکول چنیوٹ میں تھا۔ ان کو توفیق نہیں تھی کہ بچوں کو تعلیم دلواسکیں بچوں نے ضد کی تو فرمایا...... میں کسی کے آگے مدد کے لئے ہاتھ نہیں پھیلاؤں گا البتہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور تمہارے حق میں دعا کروں گا کہ وہ تمہاری حاجت روائی کرے۔ چنانچہ ان کے بیٹے احمد نگر سے پیدل چنیوٹ گئے۔ ٹی آئی ہائی سکول تحصیل چوک میں واقع تھا۔ ان بچوں نے سکول کی چھت پر ڈیرے ڈال دیئے۔ علی الصبح نیک دل خداترس ہیڈ ماسٹر صاحب حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب کی خدمت میں پیش ہو کر مدعا بیان کیا تو حضرت شاہ صاحب نے عالم دین کی عزت واحترام کی پاسداری میں نہایت شفقت سے بچوں کو سکول میں داخل کر لیا اور فیس معاف کر دی۔

چونکہ ذریعہ آمدن والدین کا کچھ نہ تھا بچے بھی کھانے پینے کے اسباب سے محروم تھے لیکن والد صاحب نے سختی سے منع فرمایا تھا کہ کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا ہر ضرورت کے لئے صرف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا اس لئے یہ بچے کسی سے یہ بھی نہیں کہتے تھے کہ ہم بھوکے ہیں جبکہ سرشام دونوں بچے چنیوٹ شہر چلے جاتے جہاں منصف بلڈنگ میں بورڈنگ ہاؤس کے طالب علم کھانا کھاتے تھے۔ بعد از نماز مغرب جب بورڈنگ کے طلباء کھانا کھا چکتے تو یہ بچے دسترخوان سے بچے کھچے ٹکڑے اکٹھے کر کے لے آتے وہ ٹکڑے رات کو بھی کھاتے اور صبح بھی اور اگلی شام کو پھر ٹکرے اٹھانے کے لئے منصف بلڈنگ کے بیرونی دروازے پر انتظار کرتے کہ کب بورڈنگ کے بچے کھانا کھا چکیں تو یہ ٹکرے اٹھائیں۔

ماں باپ کی دعاؤں سے یہ آڑا وقت اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے فضل اور خیر و برکت سے گزار دیا۔ ہر ماہ ایک بار چنیوٹ سے احمد نگر 8 میل پیدل یہ بچے اپنے ماں اور باپ سے ملنے آتے اور ایک روز رہ کر پیدل ہی چنیوٹ چلے جاتے۔ 1952ء میں ٹی آئی سکول کی عمارت ربوہ میں مکمل ہوئی تو خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب سکول میں اعلان کیا گیا کہ نئے تعلیمی سال کا آغاز یکم مارچ 1952ء سے ربوہ میں ہوگا اور اب یہ سکول چنیوٹ سے ربوہ منتقل ہو جائے گا۔

ربوہ میں سکول کی تعلیم کا آغاز ہوا تو اس وقت حضرت محمد شہزادہ خان صاحب مولوی فاضل کا بڑا بیٹا میٹرک پاس کر کے ملازمت کی تلاش میں تھا۔ جبکہ دوسرے نمبر پر چھوٹا بیٹا چنیوٹ میں نہم پاس کر کے دہم میں ہوا تھا جو اب ربوہ میں ٹی آئی ہائی سکول میں زیر تعلیم تھا۔ چنیوٹ میں چار سال قیام کے دوران کتب اور کاپیوں کا نہ ہونا ایک سبب تھا کہ یہ بچے تعلیمی لحاظ سے کمزور تھے۔ چھوٹا بیٹا بھی دوسرے ہم کلاس طالب علموں سے کتب عاریتاً لے کر مطالعہ کرتا رہا یہی وجہ تھی کہ تعلیمی میدان میں یہ طالب علم خاصا کمزور تھا۔ ان دنوں میٹرک کا امتحان پنجاب یونیورسٹی لیا کرتی تھی۔ تعلیمی بورڈ کا بھی قیام نہیں ہوا تھا۔ کوئی طالب علم کسی ایک مضمون میں بھی اگر فیل ہو جاتا تو اسے تمام مضامین میں دوبارہ امتحان دینا پڑتا۔ اس زمانہ میں سپلیمنٹری امتحان کا کوئی تصور نہیں تھا۔ حضرت محمد شہزادہ خان صاحب مولوی فاضل کا بیٹا دسمبر ٹیسٹ میں انگریزی میں فیل تھا اس کے نمبر اتنے کم تھے کہ سالانہ امتحان میں پاس ہونے کی بظاہر کوئی امید نہیں تھی۔ داخلہ فارم برائے سالانہ امتحان کے لئے دسمبر ٹیسٹ میں پاس ہونا نہایت اہم تھا اسی ٹیسٹ کی بنیاد پر طالب علم کو میٹرک میں پاس ہونے کا اہل قرار دیا جاتا تھا۔ دریں حالات سکول انتظامیہ نے حضرت مولوی محمد شہزادہ خان صاحب کو خط لکھا کہ آپ کا بیٹا دسمبر ٹیسٹ میں فیل ہے۔ اس کا میٹرک کے امتحان میں پاس ہونا مشکل ہے۔ اس لئے سکول انتظامیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کے بیٹے کا داخلہ امتحان امسال نہ بھجوایا جائے تاکہ یہ مزید ایک برس خوب تیاری کرے تاکہ پاس ہو جائے۔ اگر اس کا داخلہ برائے امتحان یونیورسٹی کو بھیج دیا گیا اور یہ خدانخواستہ فیل ہو گیا۔ تو ہمارے سکول کا اعلیٰ معیار جو گزشتہ کئی برسوں سے قائم ہے وہ متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہ خط جب حضرت محمد شہزادہ خان صاحب مولوی فاضل کو ملا تو آپ نے تین روز تک اللہ تبارک تعالیٰ سے بطور خاص اپنے بیٹے کے لئے دعا کی۔ حضور پُرنور کی خدمت میں ہر ہفتہ بلاتعطل دعا کا خط لکھنا آپ کا معمول تھا۔ تاہم بیٹے کے لئے بطور خاص دعا کا خط لکھا۔ بیٹے سے کہا میں تمہارے لئے خاص طور پر امتحان میں پاس ہونے کے لئے دعا کر رہا ہوں تم خود بھی اپنے لئے دعا کرو۔ میں نے حضور پُرنور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت اقدس میں بھی تمہارے امتحان کے بارے میں دعا کی عاجزانہ درخواست کر دی ہے۔ تم دل لگا کر تیاری کرو ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

حضرت محمد شہزادہ خان صاحب مولوی فاضل نے سکول انتظامیہ کو جواب میں تحریر فرمایا۔

سلام مسنون!

اپنے بچے کے مزید ایک برس تک تعلیمی اخراجات برداشت کرنا میری استطاعت میں نہیں ہے۔ البتہ مجھے میری جان سے پیارے مامور من اللہ نے جس دعا کی برکات و اہمیت سے فیضیاب کیا ہے وہ میری استطاعت میں ہے۔ میں انشاء اللہ دعا کروں گا کہ میرا پروردگار میری لاج رکھ لے اور سکول کا اعلیٰ معیار برقرار رہے۔ آپ میرے بیٹے کا داخلہ بھیج دیں۔

فقط طالب دعا

احقر محمد شہزادہ خان

نتیجہ نکلا تو حضرت مولوی محمد شہزادہ خان صاحب کا بیٹا اللہ کے خاص فضل سے ہائی سیکنڈ ڈویژن میں پاس تھا۔ بیٹے نے والد صاحب کو پاس ہونے کی خوشخبری سنائی تو آپ اسی وقت سجدے میں گر گئے اور اللہ تبارک تعالیٰ کا شکر دیر تک ادا کرتے رہے۔ حضرت مولوی محمد شہزادہ خان صاحب مولوی فاضل نے اپنی ساری زندگی نہایت نامساعد حالات میں تنگی میں گزاری لیکن کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں لائے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر صابر و شاکر اور راضی رہے۔ دو کچے کمروں کے چھوٹے سے خستہ حال مکان میں زندگی کے آخری کئی سال گزار دیئے لیکن ربوہ سے دور جانا گوارا نہیں کیا آپ فرمایا کرتے تھے جس جماعت کے لئے میں نے اپنا وطن، عزیز و اقارب سبھی کو خیر باد کہہ دیا ہے اب میں اس جماعت کے پُرنور خلیفہ وقت سے دور آخری عمر میں جا کر کیسے زندہ رہ سکتا ہوں۔

آپ نے اپنی خواب و رؤیا بہت سی اپنی ڈائری میں درج کی ہیں جو نہایت روح پرور ہیں۔ آپ نے قیام خلافت ثانی کے دوران منافقین کی ریشہ دوانیوں اور خلافت کے قیام میں رکاوٹ ڈالنے والوں کے کردار کا بطور چشم دید گواہ کے بڑے دکھ اور کرب سے ذکر کیا ہے اور اپنے حزن و ملال اور غم کا بھی ذکر کیا ہے جو آپ کو ان منافقین کے طرز عمل سے لاحق ہوا اور آپ نے شب و روز خلافت کے قیام کے لئے اللہ کے حضور گریہ وزاری کی۔ یوں تو آپ نے اپنی بہت سی رؤیا درج فرمائی ہیں اور آخر میں لکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ بعض رؤیا میں جو اشارے آپ نے محسوس کئے ان کا بھی ذکر کیا ہے۔

یہاں آپ کی ایک رؤیا درج کرتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں:۔

میں نے دیکھا کہ حضرت میاں شریف احمد صاحب کو جماعت کے احباب بڑے عزت و احترام کے ساتھ ایک خوبصورت پالکی میں لے کر جا رہے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں مجھے اس رؤیا کی سمجھ نہیں آئی۔ واللہ اعلم بالصواب

اب اگر اس رؤیا کی تعبیر تلاش کی جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اشارہ فرمایا کہ وہ اپنے خاص فضل و کرم سے حضرت میاں شریف احمد صاحب کے پوتے حضرت میاں مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنے خاص کرم سے خلیفۃ المسیح الخامس کے منصب پر فائز فرمائے گا۔ الحمد للہ

حضرت مولوی محمد شہزادہ خان صاحب کا انتقال 1963ء میں ہوا آپ موصی تھے۔ آپ کا مزار بہشتی مقبرہ میں ہے۔ آپ کا جنازہ حضرت میاں ناصر احمد صاحب نے پڑھایا جو اس وقت ٹی آئی کالج کے پرنسپل تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولوی محمد شہزادہ خان صاحب مولوی فاضل کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

ہمارے بچے گرمیوں میں پانی پلاتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

ایک اور بات میں کہنا چاہتا تھا کہ خشک سالی ہو رہی ہے اور اس سے خصوصاً ان غربا کو بہت تکلیف ہے جن کی فصلوں کا انحصار محض بارش پر ہے اور بہت کثرت سے ایسے بارانی علاقے ہیں اگر ان کی ایک فصل ماری جائے تو پھر وہ دو تین فصلوں تک ان زمینداروں کو وہ فصل اٹھنے نہیں دیتی۔ پہلے بھی نقصان ہو چکا ہے۔ بارانی فصل والوں کا اس لئے خاص طور پر درد دل سے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

ہمارے ربوہ کے بچے جہاں تک بس چلتا ہے گرمیوں میں لوگوں کو پانی پلاتے ہیں تو اس صفت کے چھوٹے سے جلوے میں وہ شریک ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک ان کو توفیق ملتی ہے تو وہ بچے خاص طور پر دعا کریں کہ اے اللہ ہمیں تو توفیق ملتی ہے ہم پانی پلاتے ہیں۔ تو رحم فرما ہماری اس نیکی کو قبول فرما اور لوگوں کو بخش دے، اگر ان سے ناراض بھی ہے تو انہیں معاف فرما اور بکثرت ان کے لئے پانی کا انتظام فرمایا۔

(خطبات طاہر جلد 3 ص 32)

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم مقصود احمد ریحان صاحب استاد جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی سائرہ ریحان نے ساڑھے تین سال کی عمر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ بچی وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ اس کی تقریب آمین گھر پر ہوئی۔ محترمہ ناصرہ جمیل صاحبہ اہلیہ مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ نے بچی سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور دعا کروائی۔ بچی کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ مکرمہ انیسہ ماریہ صاحبہ نے حاصل کی۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو قرآن پاک سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم محمد سرور ظفر صاحب سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ ضلع لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی نواسی عدیلہ ملک بنت مکرم ملک مظہر منصور صاحب آف کیلگری کینیڈا نے پانچ سال کی عمر میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ اسے قرآن کریم پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ مکرمہ عاصمہ ملک صاحبہ کو حاصل ہوئی۔ عزیزہ کی تقریب آمین مورخہ 27 جولائی 2014ء کو بیت النور کیلگری کینیڈا میں منعقد ہوئی جس میں آٹھ بچے بچیاں شامل ہوئے۔ محترم ناصر محمود بٹ صاحب مربی سلسلہ کیلگری نے عزیزہ سے چند قرآنی آیات سنیں اور دعا کرائی۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا قرآن کریم پڑھنا مبارک کرے اور ہم سب کو قرآن کریم کی برکات سے ہمیشہ استفادہ کرنے کی توفیق بھی بخشے۔ آمین

پتہ درکار ہے

مکرم ماجد محمود صاحب ولد مکرم محمد اسلم صاحب وصیت نمبر 78116 نے مورخہ یکم مارچ 2008ء کو چک نمبر P-74 ضلع رحیم یار خان سے وصیت کی تھی۔ موصی صاحب کا سال 09-08 سے دفتر ہذا سے رابطہ نہ ہے۔ اگر موصی خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی کو ان کے موجودہ پتہ یا فون نمبر کا علم ہو تو دفتر ہذا کو جلد از جلد مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

درخواست دعا

مکرم مبارک احمد نجیب صاحب مربی سلسلہ نظارت اشاعت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار غسل خانہ میں پاؤں پھسلنے کے باعث گر گیا تھا۔ جس کے باعث بائیں ہاتھ میں فریکچر ہو گیا ہے۔ اگرچہ اب کچھ افاقہ ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ خداوند شافی مطلق شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم لطیف احمد مصطفیٰ صاحب کارکن دفتر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

میری والدہ مکرمہ صغریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شریف خالد صاحب ایڈووکیٹ مرحوم کو دل اور آنکھوں کا عارضہ ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم طارق محمود احمد صاحب کارکن ناصر ہائر سیکنڈری سکول ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے چچا مکرم منیر احمد صاحب دو سال سے بوجہ فالج بول نہیں سکتے اور بیمار بھی رہتے ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ میرے چچا جان کو شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ہر پریشانی سے بچائے اور صحت والی عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم محمد خالد گورایہ صاحب نائب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی پھوپھوزاد مکرمہ شمیم ریاض صاحبہ اہلیہ مکرم کرنل ریاض احمد ورک صاحب آف بیداد پور ورکاں ضلع شیخوپورہ حال مقیم لاہور کینٹ بقضائے الٰہی مورخہ 10 اگست 2014ء کو وفات پا گئیں۔ مرحومہ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ اسی روز بعد از نماز عشاء بیت المبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا محترم سلیم الدین احمد صاحب ناظر امور عامہ نے کروائی۔ آپ ملنسار، مہمان نواز، صلہ رحمی کرنے والی، رشتوں کی پہچان اور اعلیٰ خاندانی روایات کو قائم رکھنے والی خاتون تھیں۔ بروقت نماز کی ادائیگی کا بہت خیال رکھتیں۔ مرحومہ مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب ذیلدار آف دھرگ ضلع نارووال کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں اور مکرم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب سابق صدر صدر انجمن احمدیہ کی خواہر نسبتی تھیں۔ مرحومہ نے اپنی یادگار تین بیٹے مکرم طارق ریاض صاحب، مکرم میجر عاصم ریاض صاحب، مکرم عارش ریاض صاحب، بیٹی مکرمہ عائشہ صاحبہ اہلیہ مکرم کرنل ودیع بن حنیف صاحب، متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ تمام بچے شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ضرورت اساتذہ

(مریم گرلز ہائر سیکنڈری سکول ربوہ)

مریم گرلز ہائیر سیکنڈری سکول ربوہ دارالنصر وسطی ربوہ کو مندرجہ ذیل مضامین کے لئے خدمت کا جذبہ رکھنے والی خواتین اساتذہ کی ضرورت ہے۔ مذکورہ اہلیت رکھنے والی خواتین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی درخواستیں بنام ناظر صاحب تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ مصدقہ از صدر محلہ/ امیر جماعت معہ اپنی اسناد کی نقول جلد از جلد سکول میں جمع کروا دیں۔ واقفین نو میں سے اگر کوئی اس معیار پر پورا اترتی ہوں تو ان کی درخواست کو ترجیحاً زیر غور لایا جائے گا۔

انگلش:۔ ایم۔اے

میتھ:۔ ایم ایس سی

فزکس: ایم ایس سی

زوآلوجی، باٹنی، کیمسٹری:۔ بی ایس سی (ایم ایس سی زوآلوجی/ ایم ایس سی باٹنی)

(پرنسپل مریم گرلز ہائر سیکنڈری سکول ربوہ)

دورہ انسپکٹر روزنامہ الفضل

مکرم محمد احمد مظفر علوی صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت اور بقایاجات کی وصولی کیلئے دورہ پر ہیں تمام عہدیداران واحباب جماعت سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔

مکرم رفیع احمد رند صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل آج کل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے لودھراں اور خانیوال کے اضلاع کے دورہ پر ہیں احباب جماعت واراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

مکرم خالد محمود صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ضلع لاہور کے دورہ پر ہیں احباب جماعت واراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

☆☆ ☆☆ ☆☆

ڈائریا پاؤڈر
اسہال اور قے اور پانی کی کمی کیلئے بفضل خدا مفید دوا، قیمت-/30 روپے طبیبوں کو رعایت
بھٹی ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور رحمت بازار ربوہ
0333-6568240:

مکرم انصر عباس صاحب مربی سلسلہ بینن

بینن میں نمائش قرآن کریم

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو الاڈا شہر میں پہلی مرتبہ مورخہ 26 تا 30 جون 2014 کو قرآن کریم کی نمائش لگانے کا موقع ملا۔ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کے علاوہ فرنچ، انگلش، عربی، اردو اور یوروبا زبان میں جماعتی لٹریچر بھی شامل تھا۔ 24 اور 25 جون کو ریڈیو Lamma اور C D Houon نے نمائش کا اعلان کیا۔ اور اسی طرح افتتاحی تقریب اور نمائش کی رپورٹ بھی ان ریڈیو پر پانچوں روز فرنچ اور فوں زبان میں نشر ہوتی رہی۔

26 جون 2014 کو شام چار بجے تلاوت قرآن سے تقریب کا آغاز ہوا اور اس کا فوں اور فرنچ میں ترجمہ ہوا۔ تلاوت کے بعد خاکسار نے قرآن کی نمائش کی اغراض اور دوسری کتب پر قرآن کی فضیلت بیان کی اس کے بعد مختلف مہمانوں نے اپنے تاثرات بیان کئے۔

امام آئیگوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کی یہ کوشش نہایت قابل قدر ہے اور دین کو اس کا اصل چہرہ دنیا کو دکھانے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح الاڈا کے سنٹرل امام نے کہا کہ پہلے وہ احمدیوں کو مومن نہ سمجھتا تھا اسی وجہ سے ان کی بہت مخالفت کرتا تھا لیکن جب ان کو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی محبت میں فنا پایا تو میرے خیالات ان کے متعلق بدل گئے۔ جماعت احمدیہ کی دین کیلئے خدمت قابل رشک ہے۔ اور میں جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

نومبائع مسرور احمد نے بتایا کہ وہ مسیحی تھا اور دین حق کے خلاف سخت نفرت رکھتا تھا لیکن جماعت احمدیہ کے ذریعہ اس کو دین حق کا حقیقی تعارف ہوا اور وہ فوراً احمدی ہو گیا۔

ایک غیر احمدی محمد ادریس صاحب نمائش دیکھنے آئے اور کہنے لگے کہ وہ سنٹرل بیت کا منادی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ جماعت احمدیہ کی اس کوشش سے بہت خوش ہیں۔ احمدیت دین کی حقیقی خدمت کر رہی ہے۔ ہمارے لوگوں کو دین حق سے متنفر کر دیا گیا ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو جلد ہی غیر از جماعت احمدیت کی آغوش میں آ جائیں گے۔

افتتاحی تقریب میں الاڈا کے میئر کا نمائندہ، Capatin Gendarmerie، کمشنر پولیس، کمانڈنٹ بریگیڈ Gendarmerie آف زے، دو غیر احمدی امام اور دیگر احمدی اور غیر احمدی احباب نے شرکت کی۔ نمائش دیکھنے والے افراد کی کل تعداد تقریباً 2500 تھی۔

اللہ تعالیٰ اس کے احسن نتائج سے جماعت کو نوازے۔ آمین

مشہور شہر

اوٹاوا کینیڈا کا دارالحکومت

کینیڈا کا دارالحکومت اوٹاوا مشرقی اونٹاریو میں دریائے اوٹاوا کے کنارے آباد ہے۔صوبہ کیوبک کی سرحد اس سے ملتی ہے۔اسی میں ہل (HULL) کا شہر بھی شامل ہے۔جہاں وفاقی حکومت کی بہت سی عمارات اور تہذیب کا عجائب گھر (MUSEUM OF CIVILISATION) بھی ہیں۔

اوٹاوا شہر میں تین یونیورسٹیاں ہیں۔مواصلاتی نظام میں تکنیکی ترقی کے باعث اسے سیلیکون وادی (SILICON VALLY) کا نام بھی دیا گیا ہے۔امریکہ کی سرحد اس سے ملتی ہے۔مشہور شہر مانٹریال جانب مغرب 160 کلومیٹر یا100 میل کی دوری پر واقع ہے۔اس کے قریب ہی چندیری (CHANDIERE) کی آبشار ہے جہاں سے بجلی پیدا کی جاتی ہے۔دریائے اوٹاوا اور اس کی شاخیں لکڑی کو بہا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی ہیں۔اس کی آبادی ساڑھے چار لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔یہاں کے دو تہائی باشندے انگریزی جبکہ ایک تہائی فرانسیسی زبان بولتے ہیں۔شہر میں دو یونیورسٹیاں (قائم شدہ 1948ء اور 1942ء) ہیں۔یہ لکڑی کا ایک بڑا تجارتی مرکز ہے آٹا اور کاغذ کے علاوہ ہر قسم کی مشینیں بھی تیار کی جاتی ہیں۔یہاں سکے تیار کرنے کی ایک ٹکسال بھی ہے۔تاریخی پارلیمنٹ، ہل پارلیمنٹ بلڈنگز اور 92 میٹر یا 302 فٹ مینار امن (PEACE TOWER) عوامی دلچسپی کے مقامات ہیں۔یہیں گارڈ کی تبدیلی کی تقریب منعقد ہوتی ہے۔مینار امن کی بالائی منزل سے RIDEA CANAL، نیپن پوائنٹ (NEPEAN POINT)، دی نیشنل گیلری، دی نیشنل آرٹ سنٹر اور دی نیشنل میوزیم کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔

دارالحکومت ہونے کی وجہ سے یہاں ایک سو سے زائد ممالک کے سفارتخانے ہیں ہر سال بہت سے غیر ملکی سربراہ یہاں آتے ہیں۔یہ بین الاقوامی کانفرنسوں کا شہر بھی ہے۔

پارلیمنٹ کی عمارت

پارلیمنٹ کی عمارت گاتھک طرز کی ہے۔اس کی چھت تانبے کی بنی ہوئی ہے۔اس میں دارالعوام، سینٹ اور لائبریری کی عمارات ہیں۔ان تین عمارتوں کی تعمیر کا کام 1861ء میں شروع ہوا ان عمارات میں سنٹر بلاک، ویسٹ بلاک اور ایسٹ بلاک شامل ہیں۔

نیشنل گیلری آف کینیڈا

نیشنل گیلری کی عمارات تعمیرات کا عمدہ نمونہ ہیں۔ان میں کینیڈا کے قومی فن پارے محفوظ کئے گئے ہیں۔نامور کینیڈین آرٹسٹ موشے سفدی (MOSHE SAFDIE) کے فن پاروں نے اس گیلری کو مزید چار چاند لگا دیئے ہیں۔

تہذیبی عجائب گھر

اس عجائب گھر میں کینیڈا کی تہذیب کے آثار محفوظ کئے گئے ہیں۔یہ دریائے اوٹاوہ کے کنارے پر تعمیر کیا گیا ہے۔1989ء میں اسے پہلی بار عوام کیلئے کھول دیا گیا۔میوزیم کی عمارت کا ڈیزائن نامور ماہر تعمیرات ڈگلس کارڈینل نے بنایا۔

نیشنل وار میموریل

قومی جنگی یادگار کا افتتاح 1939ء میں شاہ جارج ششم نے کیا۔یہ یادگار جنگ عظیم اول میں جاں بحق ہونے والے کینیڈین باشندوں کی یادگار میں تعمیر کی گئی ہے۔

نیشنل آرٹ سنٹر

نیشنل آرٹ سنٹر کی عمارت کینیڈا کی کنفیڈریشن کی 100ویں سالگرہ کے سلسلے میں تعمیر کی گئی ہے۔

ریڈیو نہر

یہ نہر 1826ء اور 1832ء کے درمیانی عرصے میں تعمیر کی گئی۔اس کی تعمیر کا سہرا لیفٹیننٹ کرنل جان بائی (JOHN BY) کے سر بندھتا ہے۔اس انجینئر کے نام پر اوٹاوا کا پہلا نام بائی ٹاؤن رکھا گیا تھا۔یہ نہر دراصل دفاعی مقاصد کے لیے تعمیر کی گئی تھی۔تاہم اس وقت اسے ایک تفریحی مرکز کی حیثیت سے پورے کینیڈا میں شہرت حاصل ہے۔

زبانیں

انگریزی اور فرانسیسی یہاں کی سرکاری زبانیں ہیں۔اس کے علاوہ دیگر زبانیں بولنے والے گروہ بھی موجود ہیں۔

(مرسلہ: مکرم امان اللہ امجد صاحب)

سٹی پبلک سکول دارالصدر جنوبی ربوہ
سابقہ الصادق بوائز
محکمہ تعلیم اور فیصل آباد بورڈ سے منظور شدہ
☆ سائنس اور کمپیوٹر لیب اور لائبریری
☆ ماہرین تعلیم کی سرپرستی اور راہنمائی
☆ بچوں اور والدین سے مشاورت اور رابطہ
☆ میل اور فی میل اساتذہ کی ضرورت ہے
کلاس ششم تا نہم داخلہ جاری ہے
رابطہ: پرنسپل 047-6214399,6211499

سہارا ہیپاٹائٹس کیمپ (A.B.C.D.E)
SAHARA FOR LIFE TRUST UNO CERTIFIED NGO
عوام الناس کی صحت عامہ کا خیال کرتے ہوئے سہارا کی طرف سے خصوصی پیکیج
مورخہ 21,20,19 اگست کو صبح 8 بجے تا شام 6 بجے ہیپاٹائٹس کیمپ کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

تعارف اس مرض میں جگر کی سوزش ہو جاتی ہے اور جگر سائز میں بڑھ جاتا ہے۔

تفصیل مرض ہیپاٹائٹس کے مختلف وائرس جیسے A.B.C.D.E وغیرہ جگر پر حملہ کرتے ہیں اور جگر کی سوزش پیدا ہوتی ہے۔پھر کچھ ایسی میٹابالک بیماریاں جیسے آئرن کا جگر میں جمع ہونا اور کاپر کے جگر پر زیادہ جمع ہونے سے یہ بیماری ہو جاتی ہیں۔اس مرض میں مریض کا چہرہ زرد پڑ جاتا ہے۔زبان پر میل جمی ہو سکتی ہے۔قبض کی شکایت رہ سکتی ہے سر درد ہوتا ہے۔بھوک ختم ہو جاتی ہے۔کاہلی اور سستی ہو جاتی ہے۔نبض عموماً سست اور بے قاعدہ چلتی ہے۔جسم پر خارش، جوڑ کی سوزش، جلد اور آنکھیں پیلی، پٹھوں اور سر میں درد گہرے رنگ کا پیشاب آنا اس بیماری کی علامات ہیں۔

وجوہات:۔
☆ کینسر، ٹی بی اور بلڈ پریشر کی ادویات زیادہ استعمال کرنے سے ☆ تیز مصالحہ دار غذا کے استعمال سے ☆ زیادہ گوشت کے استعمال سے ☆ کثرت سے مے خواری غم اور غصہ ☆ جگر پر چوٹ لگ جانا ☆ بہت زیادہ کھانا ☆ عیاشانہ زندگی بسر کرنا ☆ ملیریا کے زہر سے ☆ مستورات میں فتور حیض، صفراوی پتھری ☆ سورج کی گرمی میں سخت جسمانی محنت کرنے سے

ہیپاٹائٹس کی روک تھام 1۔خون دینے یا لینے سے پہلے خون دینے والے کا ٹیسٹ ہونا چاہئے۔تاکہ جراثیم منتقل نہ ہو سکیں۔2۔ہمیشہ ٹیکہ لگوانے کے لئے ڈسپوزل ایبل سرنج استعمال کریں۔3۔حجام سے نیا بلیڈ لگانے پر اصرار کریں۔4۔کان، ناک چھدوانے کے لئے نئی سوئی پر اصرار کریں۔5۔ہیپاٹائٹس B کی ویکسین لگوانی چاہئے۔6۔صاف پانی کا استعمال 7۔تیز مصالحے دار اشیاء سے پرہیز

ہیپاٹائٹس بی ہیپاٹائٹس بی (D.N.A) سب سے خطرناک قسم ہے اس سے جگر فیل ہو جانا بہت عام ہے۔اس کے علاوہ جگر کا کینسر اور کروسس (Cirrhosis) بھی ہیپاٹائٹس بی کی وجہ سے عام ہے۔

شرح ہمارے ملک میں اس بیماری کی شرح بہت عام ہے جگر کی بیماریوں میں سب سے عام بیماری یہی ہے اسے عرف عام میں کالا یرقان بھی کہا جاتا ہے۔ہمارے ملک میں سب سے بڑا صحت کا مسئلہ یہی ہے۔

کیریئر حالت اس بیماری میں بہت سے مریض بالکل ٹھیک ٹھاک ہوتے ہیں مگر ان کے اندر جراثیم موجود ہوتے ہیں لیکن یہ دوسرے صحت مند لوگوں میں بیماری پھیلا سکتے ہیں اور ملک میں بیماری بڑھنے کی بڑی وجہ یہی ہے۔

ہیپاٹائٹس سی ہیپاٹائٹس سی کا وائرس بہت عام ہے۔یہ ہیپاٹائٹس بی سے ملتا جلتا ہے اس میں جگر کم فیل ہوتا ہے۔50% مریضوں میں ہیپاٹائٹس سی جگر کی لمبی بیماری میں تبدیل ہو جاتا ہے۔جب ایسے مریض کی تشخیص ہوتی ہے تو ان میں 50% جگر سکڑ چکا ہوتا ہے۔ہیپاٹائٹس سی (R.N.A) آر۔این۔اے آگے بڑھنے والی بیماری ہے۔اس مرض کا مریض 15-10 سال تک علامات ظاہر ہوئے بغیر رہ سکتا ہے۔

ہیپاٹائٹس بی، سی ~~3450~~ ~~3140~~ ~~1800~~ 1160 دوران کیمپ
نوٹ: تمام ٹیسٹ دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجی Electrochemiluminescence (ECLIA) پہ پرفارم کئے جائیں گے۔
اوقات کار صبح 8:00 بجے تا رات 10:00 بجے تک۔ بروز جمعہ وقفہ 12:30 تا 1:30 بجے دوپہر۔
Ph: 0476212999
Mob: 03336700829
03337700829
پتہ: نزد فیصل بنک گولبازار ربوہ

ربوہ میں طلوع وغروب 18۔اگست	
طلوع فجر	4:07
طلوع آفتاب	5:32
زوال آفتاب	12:12
غروب آفتاب	6:52

’’سکائی لینز‘‘ چشمہ

ایک کمپنی نے ایسا جدید چشمہ تیار کیا ہے جس کی مدد سے پائلٹس بارش اور دھند کے دوران بھی اردگرد کا منظر صاف طرح سے دیکھ سکیں گے۔’’سکائی لینز‘‘ نامی اس جدید چشمے کو جہاز کے باہری حصے پر نصب کیمروں اور اندرونی سسٹم سے لنک کیا جاتا ہے جس سے نہ صرف چھوٹے جہاز اور ہیلی کاپٹر اڑانے والے پائلٹس کو دھند، بارش اور ابر آلود موسم میں جہاز کے اردگرد کا منظر صاف دکھائی دیتا ہے بلکہ اس سے جہاز کی اونچائی اور رفتار کو قابو کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔اس کے ساتھ منسلک ہیڈسیٹ کی مدد سے ریڈار سگنل کے ذریعے قریبی جہازوں کی پوزیشن کا بھی پتہ چلتا ہے۔

(روزنامہ دنیا 26 جولائی 2014ء)

آجکل تبدیلی کا شور ہے لیکن
لبرٹی پر توسیل کا زور ہے
لبرٹی فیبرکس
047-6213312
اقصیٰ روڈ نزد اقصیٰ چوک ربوہ

CASA BELLA
Home Furnishers

Master Craftmanship
FURNITURE
13-14, Silkot Block
Fotress Stadium, Lahore
Ph: 042-36668937, 36677178
FABRICS
1- Gilgit Block
Fotress Stadium, Lahore
Ph: 042-36660047, 36650952
E-mail: mrahmad@hotmail.com
A Complete Range of Furniture, Accessories
Wooden Flooring

FR-10